بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ٹیلیفون نمبر ۳۳

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۵

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۔ عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

الفضل

روزنامہ

قادیان

یوم پنجشنبہ

جلد ۳۳ | یکم ماہ تبلیغ ۱۳۲۴ ہش | ۱۷ صفر ۱۳۶۴ ہجری | یکم فروری ۱۹۴۵ء | نمبر ۲۸

مدینۃ المسیح

قادیان ۳۱ ماہ صلح ۔ سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے متعلق آج ۸ بجے شب کی اطلاع مظہر ہے ۔ کہ حضور کی طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے الحمد للہ ۔ آج بھی حضور نے درس دیا۔

حضرت ام المؤمنین مدظلہا العالی کو جسم میں درد کانوں میں درد اور بخار ہے ۔ احباب دعائے صحت فرمائیں۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کے پاؤں کے درد میں آج نسبتاً کمی ہے ۔ احباب کامل صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

سیدہ ام مظفر احمد صاحبہ بیگم حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی طبیعت تا حال ناساز ہے ۔ دعائے صحت کی جائے۔

۲۷ جنوری لجنہ اماء اللہ دار البرکات کا ماہانہ جلسہ زیر صدارت حضرت سیدہ ام ناصر احمد صاحبہ پریذیڈنٹ لجنہ اماء اللہ منعقد ہوا ۔ جس میں لجنہ مرکزیہ کی چند عہدہ دار اور دیگر محلہ جات کی پریذیڈنٹ اور سیکرٹری بھی شامل تھیں۔ جلسہ میں پُر از معلومات اور مفید مضامین سنائے گئے ۔ اور بعض اہم تجاویز پر بھی غور کیا گیا۔

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھو النّاصر

اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کے ساتھ ہو

تحریک جدید کے وعدوں کی آخری میعاد ۷ فروری ہے

از حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

سلسلہ کے کام خدا تعالیٰ کے ہیں۔ جو سلسلہ کے کام کریگا۔ وہ اپنا اجر اللہ تعالیٰ سے پائیگا۔ اس کے لئے بار بار میں نے دوستوں کو توجہ دلائی ہے۔ کہ تحریک جدید کی جب تحریک ہو۔ تو بعض دوست ثواب کے لئے خواہ کارکن ہوں یا نہ ہوں۔ کام کے لئے آگے نکل آیا کریں۔ چنانچہ جب بھی ایسا ہوا ہے۔ غیر معمولی طور پر اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کے کاموں میں برکت دے دی ہے۔ اب چونکہ دس سال پہلے دور کے گذر چکے ہیں۔ غالباً دوستوں نے سمجھا ہے۔ کہ اب کام کا وقت گذر گیا ہے۔ حالانکہ جب کانٹا بدلتا ہے وہی وقت خطرہ کا ہوتا ہے۔ چنانچہ اس دفعہ میں دیکھتا ہوں۔ کہ کئی جماعتوں اور افراد میں سستی کے آثار نظر آتے ہیں۔ اور کئی جماعتوں اور افراد نے اپنے وعدے اب تک نہیں بھجوائے۔ کئی جماعتوں نے پوری تندہی سے کام نہیں کیا۔ حالانکہ یہ امر جماعت پر واضح ہو چکا ہے۔ کہ ابھی اصل کام کی بنیادیں بھرنے میں بہت بڑی قربانی کی ضرورت ہے۔ اور اب صرف چند دن وعدوں کے لکھوانے میں رہ گئے ہیں۔ جہاں ایک حصہ جماعت نے بے نظیر ایثار کا ثبوت دیا ہے۔ وہاں دوسرے حصہ میں سستی بھی نظر آ رہی ہے۔ گویا کہ وہ تھک گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے۔ اور ان میں چستی پیدا کرے۔ عمل مقبول وہی ہے۔ جس کے نتیجہ میں انسان کو زیادہ قربانی کا موقعہ ملے۔ وہ عمل جس کے بعد انسان تھک جائے۔ ایک خطرہ کا الارم ہے۔ جس سے مومن کو ہوشیار ہو جانا چاہیئے۔ پس میں اس اعلان کے ذریعہ سے تحریک جدید کے تمام ان مجاہدوں کو جنہوں نے اب تک اپنے وعدے نہیں بھجوائے توجہ دلاتا ہوں۔ کہ جلد اپنے وعدے بھجوائیں۔ اور تمام جماعتوں کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ اگر فہرست نہیں بھجوائی۔ تو اب جلد مکمل کر کے بھجوا دیں۔ اور پہلے ناقص بھجوائی ہے تو اب مکمل کرنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔ اور آپ کا مددگار ہو۔ میں نے نو سالہ میعاد کی زیادتی قرآن کریم کی اس آیت کے مطابق بڑھائی ہے۔ کہ دوزخ پر انیس نگران ہونگے۔ پس میں نے چاہا کہ تحریک جدید کی ہر جماعت کی قربانی انیس سال کی ہو جائے۔ تا کہ دوزخ کے دروازے ان کے لئے بند ہو جائیں۔ اور دوزخ کے انیس کے انیس داروغے بجائے ان کے دشمن کے ان کے دوست ہوں۔ اللہ تعالیٰ تمام تحریک کے مجاہدوں پر خواہ دفتر اول کے ہوں۔ خواہ دفتر دوم کے اس دنیا کی جنت اور اگلے جہان کی جنت کا سامان پیدا کرے۔ اور اسلام کی فتوحات کی ایک مضبوط بنیاد ان کے ہاتھ سے رکھوا دے۔ اللھم آمین والسلام

خاکسار: مرزا محمود احمد

ایڈیٹر: غلام نبی

بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے شائع کیا

"ہندو کوڈ بل" کیا ہے

(از ایڈیٹر)

کچھ عرصہ سے پنجاب کے ہندو اخبارات ہندو کوڈ بل کا ذکر کر رہے ہیں۔ یہ در اصل ایک ایسا مسودہ قانون ہے۔ جس میں ہندو عورتوں کے متعلق ہندو دہرم کے بعض قوانین میں ترمیم و تنسیخ کی گئی ہے۔ اور ہندو دہرم شاستر کی بہت سی لازمی باتوں کو بدل دیا گیا ہے۔ ہندو کوڈ کو مرتب کرنے اور ہندو پبلک کے سامنے اظہار رائے کے لئے پیش کرنے والی جولار کمیٹی حکومت ہند نے مقرر کی ہے اس کا ہیڈ آفس مدراس میں ہے۔ لیکن بالفاظ پربھات ۲۶ جنوری اس کوڈ کی جو تھوڑی بہت مخالفت ہو رہی ہے۔ وہ صرف پنجاب میں ہے۔ پنجاب سے باہر کہیں اس کی مخالفت نہیں کی جا رہی۔ کم از کم پبلک طور پر نہیں۔ دوسرے صوبوں کے ہندو اخبارات نے کوئی ایک آدھ مضمون چھاپا ہو۔ تو الگ بات ہے۔ ورنہ ہندو سوسائٹی کی طرف سے مخالفانہ آواز بہت کم اٹھ رہی ہے۔ پنجاب میں بھی کوئی باقاعدہ اور پرزور مخالفت نہیں کی جا رہی۔ آریہ سماج خاموش ہے۔ پرتی ندھی سبھا کی طرف سے دھیمی سی آواز سنائی دیتی ہے۔ مگر وہ بھی بے اثر۔

جو لوگ اس کوڈ کی مخالفت کر رہے ہیں۔ اُن کے دلائل نہایت سطحی اور بے وزن ہیں۔ اور اخبار ملاپ ۲۸ جنوری نے تو یہاں تک لکھا ہے۔ کہ "ایسے بہت سے اصحاب کے نام معلوم ہیں۔ جنہوں نے اخبارات میں بل کی مخالفت کی ہے لیکن بل کو دیکھا تک نہیں"۔ پھر ساری مخالفت کی بنیاد یہ ہے۔ کہ "ہندو کوڈ بل ہندو دہرم پر کلہاڑے کا کام کرتا ہے۔ اس بل کے بنیادی اصول ہندوؤں کی سمرتی دہرم شاستر اور اخلاقی اصولوں کے خلاف ہے۔ ہندو دہرم شاستر رشیوں منیوں اور نہایت روشن دماغ انسانوں کا بنایا ہوا ہے۔ اس کے بنائے ہوئے اصول اٹل ہیں"۔

لیکن جو لوگ اس بل کے حامی ہیں وہ یہ کہہ رہے ہیں۔ کہ "اگر ہم کو ہندو سوسائٹی میں کسی ردوبدل کی اجازت نہیں۔ ایسی ردوبدل جس کے بغیر ہماری ترقی ناممکن ہے۔ تو اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ ہندو سوچ وچار بند کر دیں۔ اور جانوروں کی طرح زندگی بسر کریں۔ جب حالات بڑی سرعت سے تبدیل ہو رہے ہیں اور زبردست تغیر و تبدل ہو رہا ہے۔ ہندو سوسائٹی کو اگر زندہ رہنا ہے۔ تو اسے اپنے قوانین کو زیادہ مضبوط بنیادوں پر مرتب کرنا ہوگا"۔ (ملاپ ۲۸ جنوری)

یہ تو ہندوؤں کے اُس طبقہ کے خیالات ہیں۔ جو اس بل کا حامی ہے۔ اس کے علاوہ قابل غور بات یہ بھی ہے۔ کہ جس طبقہ سے یہ بل زیادہ تعلق رکھتا ہے۔ اور جو عورتوں کا طبقہ ہے۔ اُن کی کسی ذمہ دار سوسائٹی نے اس کے خلاف آواز نہیں اٹھائی بلکہ آل انڈیا ویمنز کانفرنس نے اس کی پرزور الفاظ میں تائید کی ہے۔

غرض ایک طرف دقیانوسی خیالات کے ہندو اور وہ لوگ ہیں جو بلاوجہ اور بلا دلیل ہندو دہرم کی ہر بات کی فوقیت کے دعویدار ہیں۔ یہ شور مچا رہے ہیں۔ کہ اس بل سے ہندو دہرم کی جڑھیں کھوکھلی ہو جائینگی۔ اور ہندوؤں کا شیرازہ تتر بتر ہو کر رہ جائیگا۔ لیکن دوسری طرف ہندوؤں کا ایک بہت بڑا طبقہ اور خاص کر ہندو عورتیں اس کی پرزور تائید کر رہی ہیں۔ ان حالات میں اُمید کی جا سکتی ہے۔ کہ یہ بل تھوڑے بہت تغیر کے ساتھ پاس ہو جائیگا۔ ذیل میں اس کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے۔

اس بل میں جن چار اہم باتوں پر بحث کی گئی ہے۔ وہ یہ ہیں۔ اوّل وراثت (۲) گذارہ (۳) شادی (۴) طلاق۔ وراثت کے متعلق اس کوڈ نے بلا وصیت فوت شدہ شخص کی جائداد کی تقسیم کے لئے وارثوں کو پانچ قسموں میں تقسیم کیا ہے۔ قسم اوّل بیوہ۔ بیٹا۔ بیٹی۔ باپ سے پہلے فوت شدہ بیٹے کا بیٹا (پوتا) ان تمام وارثوں کو بیک وقت وارث قرار دیا گیا ہے۔ اور بیٹی کا حصہ نصف رکھا گیا ہے (۲) لڑکی کا بیٹا ماں باپ وغیرہ ۳-۴-۵ میں ماں باپ بیٹی اور بیٹا کے دور کے رشتہ داروں کے نام ہیں۔ اور ایک قسم میں داخل شدہ رشتہ داروں کی موجودگی میں دوسری قسم کے رشتہ داروں کو وراثت نہیں پہنچیگی۔ (۲) موجودہ دہرم شاستر کے اصول کے مطابق وراثت میں لڑکی اور بیوہ کو بیٹے کے ساتھ حصہ نہیں ملتا۔ بیوہ محض گذارے کی مستحق ہوتی ہے۔ اگر دیگر وارثان کی عدم موجودگی کی وجہ سے بیوہ یا لڑکی کو وراثت پہنچ بھی جائے۔ تو اس کو جائداد میں حین حیات حقوق حاصل ہوتے ہیں۔ یعنی وہ اپنی زندگی میں اُس جائداد سے گذارہ لے سکتی ہے۔ اُس کو کسی طرح منتقل نہیں کر سکتی۔ مجوزہ ہندو کوڈ بل میں بیٹی بیوہ اور بیٹے کو بیک وقت حقوق وراثت دیئے گئے ہیں۔ (۳) شادی کے متعلق جات پات کی پابندیوں کو اڑا دیا گیا ہے۔

(۴) طلاق حاصل کرنے کا حق عورت کو ان چھ وجود کی بناء پر دیا گیا ہے۔ (۱) مرد کے پاگل یا نامرد ہونے پر (۲) کوڑھی ہونے پر (۳) آتشک وغیرہ پیشاب کی بیماریوں میں مبتلا ہونے پر (۴) مرتد ہو جانے پر (۵) سات سال تک علیحدگی اختیار کرنے پر (۶) داشتہ کو گھر میں ڈال لینے پر۔

یہ خلاصہ ہے اس بل کا اور صاف ظاہر ہے کہ اسکی بنیاد اسلام کے اُن اصول پر رکھی گئی ہے۔ جو آج سے ساڑھے تیرہ سو سال قبل دنیا میں پیش کئے گئے۔ یہ اسلام کی ایک شاندار فتح ہے۔ مگر ابھی اس میں بہت کچھ اضافہ کی گنجائش ہے۔ اس گنجائش کو پورا کرنا ہر احمدی کا فرض ہے۔

حضرت نواب محمد علی خان صاحب کی تشویشناک علالت

قادیان ۳۱ جنوری حضرت نواب صاحب کے متعلق آج شام کے سات بجے کی اطلاع مظہر ہے کہ بخار اب بھی ہے۔ غنودگی اور کمزوری میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ دعاؤں کی بیحد ضرورت ہے۔ احباب خصوصیت سے دعا فرماتے رہیں۔

سکھ نیشنل کالج لاہور میں لیکچر

۳ فروری ۱۹۴۵ء کو سکھ نیشنل کالج لاہور میں گیانی واحد حسین صاحب کا سکھ مسلم اتحاد پر لیکچر ہوگا۔ دوست اس میں شامل ہوں۔

(ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)

تیسواں ۳۰ وقارِ عمل

۲ تبلیغ ۱۳۲۴ہش —— بروز جمعہ —— ۹½ بجے صبح

آئندہ وقار عمل انشاء اللہ العزیز ۲ تبلیغ / فروری بروز جمعہ صبح ساڑھے نو بجے دار الشکر اور دار العلوم کی درمیانی سڑک پر منایا جائیگا۔ مجلس خدام الاحمدیہ تمام احباب قادیان سے درخواست کرتی ہے کہ وہ اس میں ضرور شامل ہوں۔ خود بھی آئیں اور دوسروں کو بھی ساتھ لائیں۔ تمام خدام کی حاضری لازمی ہے۔ زعماء کرام اپنے تمام اراکین کو لیکر اجتماعی صورت میں وقت مقررہ سے پہلے مقام عمل پر پہنچ جائیں۔ تاکہ کام وقت پر شروع کر کے وقت پر ختم کیا جا سکے۔

(خاکسار ظہور احمد مہتمم وقار عمل مجلس خدام الاحمدیہ)

مقاطعہ کا اعلان

چوہدری اللہ رکھا صاحب متوطن نارووال ضلع سیالکوٹ حال موضع اٹھوال ضلع گورداسپور کو بطور واقف زندگی سندھ بھیجا گیا تھا۔ وہ وہاں سے بلا اجازت بھاگ آئے ہیں۔ ان کی اس خلاف ورزی پر مندرجہ ذیل پابندیوں کے ساتھ ان سے مقاطعہ کا اعلان کیا جاتا ہے۔ (۱) آئندہ ان کو بلا اجازت قادیان آنے کی اجازت نہیں (۲) سلسلہ ان کا کوئی کام نہ کریگا۔ (۳) نہ انہیں کسی جماعت میں کوئی عہدہ دیا جا سکتا ہے۔ (۴) اور نہ ان کا چندہ قبول کیا جائیگا۔ جماعتہائے متعلقہ اس کی پابندی کریں۔

(ناظر امور عامہ سلسلہ عالیہ احمدیہ قادیان)

ملفوظات حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۵ مئی ۱۹۴۴ء بعد نماز مغرب

(مرتبہ۔ مولوی محمد یعقوب صاحب مولوی فاضل)

معززین کو تبلیغ کرنیکا طریق

شیخ نیاز محمد صاحب ریٹائرڈ انسپکٹر پولیس نے عرض کیا۔ کہ حضور معززین کو تبلیغ کرنے کا کیا طریق ہے؟ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا۔ تبلیغ تو ہر ایک کا حق ہے۔ اس میں معززین کی کیا خصوصیت ہے۔ پھر کچھ وقفہ کے بعد فرمایا

بعض آدمی ایسے ہوتے ہیں۔ جن کو دنیا میں ایسا ماحول میسر آجاتا ہے۔ جس کے نتیجہ میں وہ ترقی کرجاتے ہیں۔ اور بعض ایسے ہوتے ہیں۔ جن کو مناسب ماحول میسر نہیں آتا۔ اور وہ ترقی سے محروم رہتے ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ لیاقت بھی ترقی کے لئے ایک ضروری چیز ہے۔ مگر دنیا میں کئی قابل اور لائق انسان ہوتے ہیں۔ مگر وہ ترقی سے محروم رہتے ہیں۔ درحقیقت تبلیغ انسان کے حالات پر کی جاتی ہے۔ عزت اور غیر عزت پر نہیں کی جاتی۔ دنیا میں مختلف انسان ہوتے ہیں۔ اور وہ مختلف قسم کے علوم سے دلچسپی رکھتے ہیں۔ اس لئے تبلیغ کا احسن طریق یہی ہے کہ دوسرے کے حالات اور مذاق اور علم کا موازنہ کرتے ہوئے اس کے مطابق تبلیغ کی جائے۔ مثلاً ایک شخص ایسا ہوتا ہے۔ جو احادیث سے رغبت رکھتا ہے۔ ایسے شخص کے لئے سب سے بڑی بحث یہی ہوگی۔ کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام زندہ ہیں یا فوت ہو چکے ہیں۔ اور ان کا دوبارہ نزول کن شرائط کے ساتھ وابستہ ہے۔ اس کے مقابلہ میں دنیا میں کثرت سے ایسے لوگ بھی پائے جاتے ہیں۔ جو حدیث کو نہیں مانتے۔ وہ چکڑالوی نہیں مگر حدیثوں کی عظمت ان کے دلوں سے جاتی رہی ہے۔ وہ اپنے مطلب کی حدیثیں لے لیتے ہیں۔ اور باقی حدیثوں کی پرواہ بھی نہیں کرتے۔ اور سمجھتے ہیں کہ حدیثوں کا کیا ہے۔ ان میں تو رطب و یابس سب کچھ بھرا ہوا ہے۔ وہ صرف قرآن کریم کے متعلق یہ دعوے کرتے ہیں۔ کہ ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں۔ مگر اس دعویٰ ایمان کے ساتھ ہی اکثر اس بات کے مدعی ہوتے ہیں۔ کہ قرآن میں کسی اور نبی کے آنے کی خبر نہیں ہے۔ ان کے لئے ایسی آیتوں سے استدلال کرنے کی ضرورت پیش آئیگی۔ جن میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت ثانیہ کی خبر دی گئی ہے۔ اس کے ساتھ ہی ہمیں ان آیات کو پیش کرنا پڑیگا۔ جن میں یہ بتایا گیا ہے۔ کہ نبوت کی ضرورت کیا ہوتی ہے۔ اور زمانہ کے وہ کونسے حالات ہوتے ہیں۔ جو ایک نبی کی بعثت کے متقاضی ہوتے ہیں۔ ہم ان آیات کو پیش کرکے کہہ سکتے ہیں۔ کہ اگر اس قسم کے حالات رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کے متقاضی تھے۔ تو اب اسی قسم کے حالات کیوں ایک اور نبی کی بعثت کے متقاضی نہیں ہیں۔ اگر پہلے ان حالات میں اللہ تعالےٰ اپنے انبیاء کو بھیجتا رہا ہے۔ تو اب بھی اس کی طرف سے انبیاء آسکتے ہیں۔ مگر ہمارے اس جواب سے بھی ان کی پوری تسلی نہیں ہوسکتی۔ وہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ بیشک یہ حالات پہلے زمانہ میں نبوت کے ظہور کے متقاضی تھے۔ مگر اس کی وجہ یہ تھی۔ کہ اس وقت تک شریعت کاملہ نازل نہیں ہوئی تھی۔ اور دنیا کو معلوم نہیں تھا۔ کہ اللہ تعالےٰ اپنے بندوں سے کیا کچھ چاہتا ہے۔ اب اسکی طرف سے نازل شدہ ایک شریعت کاملہ دنیا میں موجود ہے۔ اس لئے گو حالات ویسے ہی ہیں جیسے پہلے زمانہ کے لوگوں کے تھے۔ مگر چونکہ شریعت کاملہ موجود ہے۔ جس سے انسان سبق حاصل کرسکتے ہیں۔ اس لئے ہمیں آج کسی نبی کی ضرورت نہیں ہے۔ اس کے لئے ہمیں قرآن کریم کی ان آیتوں سے استدلال کرنا پڑیگا۔ جن میں یہ ذکر آتا ہے۔ کہ قیام شریعت اور اللہ تعالےٰ کی محبت لوگوں کے قلوب میں پیدا کرنے کے لئے بھی اس کی طرف سے انبیاء آتے رہتے ہیں۔ اور یہ کہ صرف کتاب کا موجود ہونا کافی نہیں ہوتا بلکہ یہ بھی ضروری ہوتا ہے۔ کہ کتاب سکھانے والے موجود ہوں۔ اور پاکیزہ زندگی کا نمونہ دکھانے والے لوگ دنیا میں پائے جاتے ہوں۔ آخر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جب اللہ تعالےٰ کی طرف سے مبعوث ہوئے تھے۔ تو اس وقت تورات موجود تھی۔ مگر تورات کی موجودگی لوگوں کی اصلاح کا موجب نہ بن سکی۔ اور دنیا اس وقت تک ہدایت سے محروم رہی۔ جب تک ایک نیا نبی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث نہ ہوا۔ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں خالی کتاب کی موجودگی لوگوں کی ہدایت کے لئے مکتفی نہ ہوسکی۔ تو اب صرف شریعت کا موجود ہونا لوگوں کی اصلاح کا کس طرح موجب ہوسکتا ہے۔

پھر کچھ ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں۔ جو قرآن کریم کو بھی نہیں مانتے۔ وہ مسلمان کہلاتے ہیں۔ مگر نہ قرآن کی آیات ان پر اثر کرتی ہیں۔ اور نہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی احادیث سے وہ متاثر ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں نے صرف سیاسی رنگ میں اسلام کو قبول کیا ہوا ہوتا ہے۔ اور ان کا اسلام اور مسلمانوں سے صرف اسی حد تک لگاؤ ہوتا ہے۔ کہ مسلمانوں کا ایک جتھہ بن چکا ہے۔ اور اب سیاسی ترقی کے لئے اس جتھے کا قائم رہنا ضروری ہے۔ اگر یہ جتھہ ٹوٹ جائے۔ تو مسلمانوں کی ترقی کی امید بھی جاتی رہے ایسے لوگ قرآن کو نہیں مانتے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہیں مانتے۔ مگر وہ اس اتفاق کو مانتے ہیں۔ کہ مسلمانوں کا ایک جتھہ بن گیا ہے۔ اور ایک مشترک نام مشترک تہذیب اور مشترک تمدن مسلمان اختیار کرچکے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں۔ کہ چونکہ مسلمانوں کا یہ باہمی اشتراک سیاسی لحاظ سے مسلمانوں کے لئے مفید ہوسکتا ہے اس لئے ضروری ہے کہ ہم بھی مسلمان ہی کہلائیں ورنہ وہ خود قرآن یا اسلام کو اپنی ذات میں ترقی کا موجب نہیں سمجھتے۔ وہ خیال کرتے ہیں۔ کہ اتفاق حسنہ سے ایسا ہوگیا ہے اور چونکہ ایک جتھہ اب بن چکا ہے۔ اس لئے اسکو توڑنا نہیں چاہیئے۔ ایسے لوگوں کو سیاسی لحاظ سے ہمیں بتانا پڑیگا۔ کہ جب قوموں کی حالت گر جاتی ہے تو اس وقت بغیر کسی ایسے لیڈر کی راہنمائی کے جس پر ان کو کلی اعتماد ہو۔ اور جس کے احکام میں ان کو چون و چرا کی گنجائش نہ ہو۔ وہ کبھی ترقی نہیں کرسکتیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ہٹلر ایک قومی لیڈر ہے۔ اسی طرح نپولین یا تیمور وغیرہ قومی لیڈر تھے۔ مگر قومی لیڈروں کی راہنمائی اور رنگ رکھتی ہے۔ اور جو بین الاقوامی لیڈر ہو۔ اس کی راہنمائی اور رنگ رکھتی ہے۔ قومی لیڈر صرف اپنی قوم کو آگے لے جانا چاہتا ہے۔ اور بین الاقوامی لیڈر کسی قوم کے حقوق کو بھی تلف نہیں کرتا۔ بلکہ سب کو ان کے جائز حقوق دلاتا ہے۔ یہ فرق ہے۔ جو بین الاقوامی لیڈر اور قومی لیڈری کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں رکھنے والوں کے درمیان ہوا کرتا ہے۔ پس ایسے سیاسی مسلمانوں کو ہمیں یہ بتانا پڑیگا۔ کہ ایک طرف تمہارا اسلام قبول کرنا اور دوسری طرف تمہارا ان لیڈروں کے پیچھے چلنا۔ جو صرف قومی لیڈر ہیں کبھی بھی تمہیں کامیابی کی طرف نہیں لے جاسکتا۔ یا تو تم بالکل اسلام چھوڑ دو۔ اور کہہ دو کہ ہم خالص ہندوستانی یا خالص عربی یا خالص مصری یا خالص ایرانی یا خالص پٹھان ہیں۔ اسلام سے ہمارا کوئی تعلق نہیں تب تم قومی لیڈروں کی مثالوں کی طرف توجہ کرسکتے ہو جیسے نپولین ہے یا ہٹلر ہے یا اور دوسرے لیڈر ہیں۔ مگر تم چیز تو اختیار کرتے ہو۔ جو بین الاقوامی ہے۔ اور اس کے لئے ذریعہ وہ اختیار کرتے ہو۔ جو صرف قومی ترقی کے لئے ہوتا ہے۔ اس لئے تم اس صورت میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ کامیابی کے لئے ضروری ہے۔ کہ تم ایسا لیڈر تلاش کرو۔ جو بین الاقوامی راہنمائی کر رہا ہو۔ صرف قومی راہنمائی کرنے والوں کی اتباع تمہارے لئے فائدہ بخش ثابت نہیں ہوسکتی۔

تعلیم

اور اگر وہ لوگ جن کو ہم تبلیغ کرنا چاہتے ہیں ایسے ہوں۔ کہ ان کا رجحان نہ مذہب کی طرف ہو نہ سیاست کی طرف بلکہ صرف تعلیم کی طرف ہو۔ اور وہ سمجھتے ہوں۔ کہ مسلمان اگر ترقی کرسکتے ہیں۔ تو تعلیم کے ذریعہ ہی۔ تو ایسے لوگوں کو ہم بتائینگے۔ کہ دنیوی تعلیم اسی وقت کامیاب ہوسکتی ہے۔ جب اس کے بالمقابل کوئی اور احساس دل اور دماغ میں موجود نہ ہو۔ جب تک مسلمانوں کے دلوں میں یہ احساس موجود رہیگا۔ کہ قرآن خدا کی کتاب ہے۔ حدیثیں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکام اور آپ کی ہدایات ہم تک پہنچاتی ہیں۔ اس وقت تک صرف دنیوی تعلیم پر اپنی ترقی کا انحصار رکھنا کسی صورت میں بھی دانائی نہیں ہے۔ دو کشتیوں میں پیر رکھ کر کوئی شخص سلامت

نہیں رہ سکتا مگر تمہاری یہ حالت ہے کہ تمہیں ایک طرف قرآن اور حدیث کھینچتے ہیں۔ اور دوسری طرف تمہیں مغربی تعلیم کھینچتی ہے۔ تم اپنے لڑکے کو کالج میں تعلیم کے لئے بھیجتے ہو تو کالج کی تعلیم اُسے اپنی طرف کھینچتی ہے۔ اور دوسری طرف اُس کے باپ یا اُس کے دادا یا اُس کے چچا یا اُس کی والدہ کی آواز اُس کے کانوں میں آتی ہے۔ کہ تمہاری ہدایت کا سامان قرآن اور حدیث میں موجود ہے وہ ان متضاد آوازوں کو سنکر حیران ہو جاتا ہے۔ کہ اب وہ کس طرف جائے۔ کونسی راہ اختیار کرے۔ اور کس ذریعہ کو اپنی ترقی کا موجب سمجھے۔ اُس کے دماغ میں ہر وقت ایک خلش سی رہتی ہے۔ اور اُس کا دل مطمئن نہیں ہوتا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ تعلیم حاصل کرنے کے باوجود ترقی کی طرف قوم کا قدم نہیں بڑھتا۔ کیونکہ جب تک دماغ میں راحت اور سکون اور اطمینان نہ ہو اُس وقت تک انسان کسی راستہ کو دلیری سے اختیار نہیں کرسکتا۔ پس ایسے لوگوں کو یہ بتانا پڑیگا۔ کہ تمہاری موجودہ کوششیں کامیاب نہیں ہوسکتیں کیونکہ یہ کوششیں قرآن اور حدیث سے ٹکراتی ہیں۔ کامیابی کے حصول کے لئے ضروری ہے کہ کسی ایسے انسان کا دامن پکڑا جائے جو موجودہ تعلیم اور قرآن اور حدیث کے باہمی ٹکراؤ کو دور کرنے کی قابلیت اپنے اندر رکھتا ہو۔ اور ایک ہی وقت میں وہ مذہب کی بھی صحیح ترجمانی کرسکتا ہو۔ اور دنیا کے علوم سے بھی فائدہ اٹھانے اور اُنہیں مذہب کی روشنی میں سیکھنے کی قلوب میں اہلیت پیدا کرسکتا ہو۔

غرض مختلف لوگوں کو اُن کے نقطہ ہائے نگاہ کے اختلاف کو مدنظر رکھتے ہوئے تبلیغ کرنی چاہیئے۔ اگر اس رنگ میں تبلیغ کی جائے تو یہ یقیناً زیادہ مفید ہوسکتی ہے۔ باقی کسی شخص کا کسی بڑے سرکاری عہدے پر مقرر ہونا یا کسی کا ڈپٹی کمشنر یا کمشنر ہونے کی وجہ سے اس کے لئے تبلیغ کا طریق نہیں بدل جائیگا۔ ہاں چونکہ انسانی دماغ الگ الگ خیالات رکھتے ہیں۔ اس لئے ہر ایک کو الگ الگ طریق پر سمجھانا چاہیئے۔ اور یہی طریق ہے۔ جس سے ہم اپنی تبلیغ میں کامیاب ہوسکتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا شجرہ نسب

رفیع الرحمٰن صاحب کراچی نے عرض کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا شجرہ نسب حاجی برلاس سے ملتا ہے۔ جو مغل تھے مگر دوسری طرف آپ فرماتے ہیں کہ میں فارسی الاصل ہوں۔ اِن دونوں باتوں میں تطبیق کس طرح ہے۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا۔ انسان جس ملک میں ایک لمبے عرصہ تک رہے اُسکی طرف وہ منسوب ہونے لگ جاتا ہے۔ اور یہ دنیا میں ایک عام دستور ہے۔ اسکے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہندوستانی بھی تھے۔ مغل بھی تھے اور چونکہ آپ کا خاندان کئی سو سال فارس میں رہا اور آخر میں فارس سے ہی ہندوستان آیا۔ اس لئے آپ فارسی الاصل بھی کہلائے۔ اصل میں تو آپ مغل ہی تھے۔ مگر چونکہ آپ کے خاندان کے افراد ایک عرصہ تک فارس میں رہے اور ہندوستان میں آنے پر جب اُن سے کوئی پوچھتا کہ آپ کہاں سے آئے ہیں تو وہ یہی جواب دیتے کہ فارس سے۔ اس وجہ سے آپ فارسی الاصل بھی کہلاتے ہیں

عرض کیا گیا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تو فرمایا ہے کہ مسیح موعودؑ سلمان فارسی کی اولاد میں سے ہوگا۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سلمان فارسی کی نسل کا تو ذکر ہی نہیں کیا۔ آپ نے تو رجلٌ من ھٰؤلاء فرمایا تھا یعنی ان فارسی الاصل کہلانے والوں میں سے اللہ تعالیٰ مسیح موعودؑ کو مبعوث فرمائیگا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے حضور نے فرمایا۔ ہمارے ملک میں بعض سیّد ہیں جو بخاری سیّد کہلاتے ہیں۔ حالانکہ سید تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی لڑکی حضرت فاطمہؓ کی اولاد میں سے ہیں۔ مگر چونکہ بعض سید ایسے ہیں جن کا خاندان مدت تک بخارے میں رہا اس لئے وہ بخاری سید کہلانے لگ گئے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہندوستانی بھی تھے مغل بھی تھے اور پھر فارسی بھی تھے۔ کیونکہ آپ کا خاندان مدت تک فارس میں رہا۔ اسی طرح ہمارے ملک میں بعض سیّد ترمذی کہلاتے ہیں۔ بعض گیلانی کہلاتے ہیں اور یہ سارے کے سارے عرب سے باہر کے علاقے ہیں۔ دراصل کسی جگہ پر کسی خاندان کا ایک لمبے عرصہ تک رہنا اُس شہر یا اُس ملک کی طرف اُس خاندان کی ایک نسبت پیدا کر دیتا ہے۔ اور پھر جب وہ کسی اور جگہ رہائش اختیار کرتا ہے۔ تو اُس کی طرف منسوب ہونے لگ جاتا ہے۔ ہندوستان میں مغلوں کی زبان فارسی رہی ہے۔ چنانچہ ہمارے خاندان میں مغل بادشاہوں کے جو خطوط محفوظ ہیں وہ سب فارسی میں ہیں۔ حالانکہ اُن کی اصل زبان ترکی تھی۔ مگر ایران میں رہنے سے زبان بھی بدل گئی۔ پھر ہندوستان میں فارسی زبان بدل کر اردو زبان ہو گئی۔

امام ترمذی کے متعلق ایک لطیفہ

فرمایا:۔ ترمذی کے ذکر پر مجھے ایک لطیفہ یاد آگیا۔ ایک دفعہ ہم حیدر آباد گئے۔ نواب اکبر یار جنگ صاحب کے ہاں ایک دعوت تھی جس میں اور بھی بہت سے دوست مدعو تھے۔ وہاں ایک وکیل تھے جو ترمذی کہلاتے تھے۔ غالباً سید ہی ہونگے۔ کانگریسی خیالات رکھتے تھے۔ اور پالٹیکس میں اچھا حصہ لیتے رہتے تھے۔ مجھے کسی دوست نے اُن سے انٹروڈیوس کرایا اور کہا کہ یہ یہاں کے اچھے وکیل ہیں اور پالٹیکس میں خوب دخل رکھتے ہیں۔ جب کھانا شروع ہوا تو لوگوں نے بعض ایسے مذاق ایک دوسرے سے شروع کر دیئے۔ جو کھانے کے ساتھ تعلق رکھتے تھے۔ اور اس قسم کے لطائف بیان ہونے لگے جو زیادہ کھانا کھانے والوں کے متعلق عام طور پر مشہور ہیں۔ جب وہ دیر تک مذاق کرتے رہے تو مجھے بھی ایک لطیفہ یاد آگیا۔ میں نے کہا امام ترمذی جنہوں نے حدیث کی کتاب لکھی ہے۔ اُن کے متعلق مشہور ہے کہ انہیں کھانے کی بہت عادت تھی ادھر کھاتے جاتے تھے اور اُدھر لکھتے جاتے تھے اُنہیں کھجور خاص طور پر پسند تھی۔ ایک دفعہ کوئی شخص کھجور کے دو ٹوکرے بھر کر اُن کے لئے لایا۔ اُنہوں نے اُن دونوں ٹوکروں کو اپنے پاس رکھ لیا اور کھانا شروع کر دیا۔ کھجوریں کھاتے جاتے اور ساتھ ہی ساتھ لکھتے جاتے آخر انہوں نے اتنا کھایا اتنا کھایا کہ لوگ کہتے ہیں کھاتے کھاتے اُن کا پیٹ پھٹ گیا اور وہ فوت ہو گئے۔ میں سمجھتا ہوں یہ تو مبالغہ ہے غالباً زیادہ کھانے سے ان کو اسہال شروع ہو گئے ہونگے اور فوت ہو گئے ہونگے۔ مگر بہر حال لوگوں میں مشہور یہی ہے کہ انہوں نے کھجوریں اتنی کھائیں کہ اُن کا پیٹ پھٹ گیا۔ اور وہ انتقال کر گئے۔ جب میں نے یہ لطیفہ سنایا تو سارے دوست اس قدر ہنسے اس قدر ہنسے کہ میں خود بھی حیران ہوا کہ گو یہ لطیفہ ایسا ہی تھا کہ انسان اسے سنکر ہنس پڑے مگر اس قدر زیادہ ہنسی کی تو اس میں کوئی بات نہ تھی۔ اور میں سمجھ نہ سکا کہ وہ اس قدر زیادہ کیوں ہنس رہے ہیں۔ اتنی زیادہ ہنسی اس لطیفہ کے ساتھ مناسبت نہیں رکھتی۔ اس کے بعد سلسلہ کلام اور طرف چل پڑا۔ حیدر آباد کے رہنے والے اپنے علاقوں کو ممالک محروسہ کہتے ہیں اور وہ اس بات پر بڑا فخر کیا کرتے ہیں کہ جس قدر حریت اور آزادی ممالک محروسہ میں ہے۔ اُس قدر انگریزی علاقہ میں بھی نہیں ہے۔ دوسری طرف حیدر آباد میں یہ بھی دستور ہے۔ کہ مہمان کو سخت مجبور کرتے ہیں کہ وہ فلاں کھانا بھی کھائے فلاں کھانا بھی کھائے۔ مجھے اُس وقت ایک اور لطیفہ سوجھا اور میں نے کہا لوگ تو کہتے ہیں یہاں بڑی آزادی ہے۔ اور حیدر آباد کے رہنے والے فخریہ کہا کرتے ہیں کہ ممالک محروسہ میں جو آزادی ہے۔ وہ اور علاقوں میں کہاں مگر یہاں تو اتنی غلامی ہے۔ کہ جس کی کوئی حد ہی نہیں۔ میں تین دن سے یہاں آیا ہوں۔ اور مجھے تین دن سے ہی یہ مصیبت درپیش ہے کہ جب کھانے پر بیٹھتا ہوں۔ مجھے مجبور کیا جاتا ہے۔ کہ میرے سامنے جو کچھ رکھا ہو وہ سب کچھ میں کھا جاؤں۔ حالانکہ انسان اپنی مرضی کے مطابق کھاتا ہے۔ جو چیز زبردستی کھلائی جائے وہ خوشی کا موجب کہاں ہوسکتی ہے۔ میں نے یہ ذکر کیا ہی تھا کہ پڈنگ پہنچا اور تقسیم ہوتے ہوتے رستہ میں ہی برتن خالی ہو گیا۔ اس پر ایک شخص کہنے لگا۔ دیکھئے ہمارے ہاں کتنی آزادی ہے۔ کہ رستہ میں ہی پڈنگ کا برتن آزاد ہو گیا۔ میرے سامنے اُس وقت پڈنگ پڑا ہوا تھا۔ میں نے کہا ہم تو غلام ملک کے ہیں۔ اور ہمارے سامنے پڈنگ پڑا ہوا ہے۔ آپ یہ لے لیجئے اس پر ایک اور شخص نے ذرا بلند آواز سے کہا۔ ترمذی صاحب سنیئے یہ کیا کہہ رہے ہیں۔ کہتے ہیں پڈنگ لے لیجئے۔

اُس وقت مجھے پتہ لگا۔ کہ اُن دوستوں کی زیادہ ہنسی اسی وجہ سے تھی کہ میں نے جو لطیفہ سنایا۔ اس میں ترمذی کا ذکر آتا تھا۔ اور اس مجلس میں بھی ایک ترمذی صاحب بیٹھے تھے۔ اور اتفاق سے لوگوں کے خیال کے مطابق ان کو زیادہ کھانے کی عادت تھی۔ اور جو لوگ زیادہ کھانے کے لطائف بیان کر رہے تھے وہ انہی کی نسبت کر رہے تھے۔ چونکہ ترمذی نام بھی ان پر چسپاں ہو گیا۔ اور واقعہ بھی ان کے حالات سے ملتا تھا۔ اس لئے جب میں نے یہ لطیفہ سنایا۔ تو بے اختیار وہ ہنس پڑے اور اس قدر ہنسے۔ کہ ان کی ہنسی ضبط ہونے میں ہی نہیں آتی تھی۔ جب مجھے یہ بات معلوم ہوئی۔ تو اس وقت مجھے بہت شرم محسوس ہوئی۔ کہ یہ شخص سمجھتا ہوگا۔ میں نے جان بوجھ کر ایسا لطیفہ سنایا ہے۔ جس میں ترمذی کا ذکر آتا ہے۔ حالانکہ مجھے پتہ ہی نہیں تھا۔ کہ وہ ترمذی سیّد ہیں۔ اور انہی کو زیادہ کھانا کھانے کی عادت ہے۔ تو بعض دفعہ ایسا اتفاق ہوتا ہے۔ کہ بغیر کسی نیت اور ارادہ کے ہی دوسرے پر چوٹ ہو جاتی ہے۔

موجودہ فلسفہ کے اعتراض اسلام پر

صاحبزادہ مرزا طاہر احمدؐ صاحب ابن حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے عرض کیا۔ کہ موجودہ فلسفہ کے رو سے اسلام پر بعض اعتراضات کئے جاتے ہیں۔ جن کے جوابات کے لئے ہمارے سلسلہ میں کوئی کتاب نہیں۔ نہ مولوی فاضل ان کا جواب دے سکتے ہیں۔ اور نہ ہمارے مدرسوں کے کورس میں کوئی ایسی کتاب ہے۔ جو ان اعتراضات کے جوابات پر مشتمل ہو۔ اس لئے حضور اس کے متعلق کوئی کتاب تحریر فرما دیں۔ تاکہ اسلام پر موجودہ فلسفیوں کی طرف سے جو اعتراضات کئے جاتے ہیں۔ ان کا ازالہ ہو۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا۔ ہمارا تجربہ تو یہی ہے۔ کہ فلسفہ محض بکواس ہے۔ اور بکواس کا جواب دینے کے لئے کسی کتاب کی ضرورت نہیں ہوتی۔ صرف اس بات کی ضرورت ہے۔ کہ لوگوں کی ذہنیت میں تغیر پیدا کیا جائے۔ جب یہ تغیر پیدا ہو جاتا ہے۔ تو اعتراضات آپ ہی آپ بے حقیقت نظر آنے لگ جاتے ہیں۔ میں نے جب پرانا فلسفہ پڑھنا شروع کیا۔ تو مولوی محمدؐ اسماعیل صاحب مرحوم کو اپنا استاد بنایا۔ غالباً ہدیہ سعدیہ کتاب تھی۔ جو انہوں نے شروع کرائی۔ اس کتاب کا ابتداء ہی اس بحث سے ہوتا ہے۔ کہ زمانہ محدود ہے یا غیر محدود اور پھر اس پر بحث کرتے ہوئے یہ مثال دی گئی تھی۔ کہ فرض کرو ایک لمبا رسہ ہو۔ اور اس کو درمیان میں سے کاٹ دیا جائے۔ تو درمیان میں خلا واقعہ ہو جائیگا۔ میں نے کہا مولوی صاحب پہلے زمانہ کو غیر محدود قرار دینا اور پھر اس غیر محدود زمانہ کی مثال ایک لمبے رسہ سے دینا اور پھر یہ کہنا کہ اس رسہ کو درمیان میں سے کاٹ دیا جائے۔ یہ ساری ایسی باتیں ہیں۔ جو خلاف عقل ہیں۔ اس میں فلسفہ کی کونسی بات ہے۔ مولوی صاحب کئی گھنٹے مجھے سمجھانے میں مشغول رہے۔ مگر میری سمجھ میں یہ مسئلہ نہ آیا۔ آخر میں نے کتاب بند کر دی اور کہا۔ کہ میں ایسی غیر معقول کتاب نہیں پڑھ سکتا۔ درحقیقت وہ فلسفہ جو قیمتی چیز ہے وہی ہے جس کا نام قرآن کریم نے حکمت رکھا ہے اور جس کا يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ میں ذکر آتا ہے۔ ہر کام جو دنیا میں ہم کرتے ہیں۔ اسکی کوئی نہ کوئی غرض اور حکمت ہوتی ہے۔ اور وہی غرض اس کام کا فلسفہ ہے۔ اور اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ یہ ایک معقول چیز ہے۔ اور اس کا علم انسانی ترقی میں بہت ممد ہوتا ہے۔ جب ہم تاریخ پڑھتے ہیں۔ تو ہمارے سامنے یہ سوال آتا ہے۔ کہ ہم تاریخ کیوں پڑھتے ہیں۔ اس علم کے سیکھنے سے ہماری کیا غرض ہے۔ اور جب اس بات کو ہم معلوم کر لیتے ہیں۔ تو یہی فلسفہ ہوتا ہے۔ یا اگر ہم تاریخ لکھنے لگیں۔ تو ہمارے سامنے یہ سوال آئے گا۔ کہ وہ کونسے ذرائع ہیں۔ جن سے کام لیکر ہم صحیح طور پر تاریخ لکھ سکتے ہیں۔ اس سوال کا جواب جب ہمیں معلوم ہو جائے۔ اور ان ذرائع کا ہمیں علم ہو جائے۔ تو یہی فلسفہ ہوگا۔ یا یہ سوال کہ ہم ڈاکٹری کیوں پڑھتے ہیں۔ یا کیوں بعض دوائیں بعض طبائع پر اثر کرتی ہیں۔ اور بعض طبائع پر اثر نہیں کرتیں۔ اگر ان باتوں کا انسان کو علم ہو جائے۔ تو یہ بے شک فلسفہ کہلائیگا۔ اور یہ ایک مفید چیز ہے۔ باقی رہی وہ باتیں جو پرانے یا موجودہ فلسفیوں کی طرف سے ماوراء الطبعیات کے متعلق پیش کی جاتی ہیں۔ وہ محض لغو ہوتی ہیں۔ جن کا انسان کی عملی زندگی کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ ان باتوں کا جواب یہی ہوتا ہے۔ کہ انسان سنکر کہہ دے۔ کہ یہ لغو باتیں ہیں۔ ہم ایسی بیکار بحثوں میں اپنے وقت کو ضائع نہیں کر سکتے۔ اس پر بات ختم ہو جائیگی۔ مگر یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے۔ جب انسان فلسفہ سے مرعوب نہ ہو۔ اگر فلسفیوں کی باتیں سُن سُن کر انسان مرعوب ہو جائے۔ تو پھر وہ بلا وجہ ان کی باتوں کو اہمیت دینا شروع کر دیتا ہے۔

فلسفیوں کا مذہب پر سب سے بڑا اعتراض

چودھری خلیل احمدؐ صاحب ناصرؔ نے عرض کیا۔ کہ موجودہ فلسفیوں کی طرف سے اعتراض کیا جاتا ہے۔ کہ مذہب نے ہزاروں سال سے بنی نوع انسان کی مستقل اصلاح کی کوشش کی۔ مگر وہ اس میں کامیاب نہیں ہوا۔ ایک زمانہ میں وہ بظاہر کامیاب دکھائی دیتا ہے۔ مگر پھر ناکام ہو جاتا ہے۔ پس مذہب کا متواتر اور پیہم کوششوں کے باوجود اپنے اصلاحی مشن میں کامیاب نہ ہو سکنا اس بات کی دلیل ہے۔ کہ مذہب جس مقصد کو لیکر کھڑا ہوا تھا۔ اسے وہ حاصل نہیں کر سکا۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا۔ اگر مذہب کامیاب نہیں ہوا۔ تو فلسفہ کہاں کامیاب ہوا ہے۔ کوئی زمانہ ایسا نہیں گزرا جب فلسفہ کے اصول کو باطل نہ ٹھہرایا گیا ہو۔ ایک فلسفی چند اصول وضع کرتا ہے۔ تو دوسرا فلسفی انہی اصول کو لغو قرار دے دیتا ہے۔ باقی رہا مستقل اصلاح میں مذہب کا کامیاب نہ ہونا سو مذہب نے یہ دعوٰی ہی کب کیا ہے۔ کہ وہ مستقل اصلاح کرنے کے لئے آیا ہے۔ قرآن خدا تعالیٰ کی آخری شرعی کتاب ہے۔ جو قیامت تک رہیگی مگر قرآن بھی یہی کہتا ہے۔ کہ ہدایت اور ضلالت کے مختلف دور ہوتے ہیں۔ ایک زمانہ میں رشد اور نیکی اور تقوٰی کا دور دورہ ہوتا ہے اور ایک زمانہ میں گمراہی اور ضلالت کی تاریکی پھیلی ہوئی ہوتی ہے۔ خود قرآن کریم میں یہ پیشگوئی موجود تھی۔ کہ ایک ہزار سالہ زمانہ نبوی کے گذرنے پر اسلام کی تعلیم دنیا سے اٹھ جائیگی۔ پس مذہب جب یہ دعوٰی ہی نہیں کرتا۔ کہ وہ مستقل اصلاح کے لئے آیا ہے۔ یا یہ کہ کوئی زمانہ ایسا بھی آسکتا ہے۔ جب ضلالت پھیلنے کا خطرہ بالکل مٹ جائے۔ تو اس پر یہ اعتراض ہی کب ہو سکتا ہے۔ کہ وہ اپنے کام میں ناکامیاب ثابت ہؤا ہے۔ یہ تو خود ہی ایک نظریہ قائم کر لیا گیا ہے۔ اور اس نظریہ کے بعد اسلام پر اعتراض کر دیا گیا ہے۔ حالانکہ دیکھنے والی بات یہ ہوتی ہے۔ کہ مذہب نے بھی ایسا کہا ہے یا نہیں۔ پھر اعتراض کرنے والوں کو یہ بھی ثابت کرنا چاہیئے۔ کہ فلسفہ نے کونسی مستقل اصلاح کی ہے۔ ہم تو دیکھتے ہیں۔ دنیا میں جسقدر علوم رائج ہیں۔ ان سب میں تغیّر ہو رہا ہے۔ حساب بدل رہا ہے۔ سائنس میں تغیرات ہو رہے ہیں۔ اور علوم میں ایسی تبدیلی پیدا ہو رہی ہے۔ جس سے ان کی شکل پہلے علوم سے بالکل مختلف ہو گئی ہے۔ پس فلسفہ نے کونسی کامیابی حاصل کی ہے۔ کہ مذہب پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے۔

باقی یہ بھی غلط ہے۔ کہ مذہب نے مستقل اصلاح نہیں کی۔ دنیا میں جو بھی تحریک قلوب کی اصلاح کے متعلق اٹھتی ہے۔ وہ ہمیشہ دلوں میں داخل ہو جاتی ہے۔ اور گو کچھ عرصہ کے بعد وہ تعلیم اپنی مکمل صورت میں موجود نہ رہے مگر اس کا کچھ نہ کچھ بقیہ دلوں میں رہ جاتا ہے۔ مثلاً دیکھ لو۔ یہ احساس کہ ہمیں نیکی کی زندگی بسر کرنی چاہیئے۔ اور برائی سے بچنا چاہیئے آخر کس نے پیدا کیا ہے۔ یقیناً یہ مذہب کا ہی پیدا کردہ احساس ہے۔ کسی فلسفہ کا پیدا کردہ احساس نہیں۔ ورنہ دہریت کے اصول کے لحاظ سے کوئی شخص ثابت کر دے۔ کہ اخلاق اچھی چیز ہیں۔ دہریت کا اخلاق کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ مگر ایک دہریہ بھی یہ اقرار کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کہ اخلاق نہایت ضروری چیز ہیں۔ پس یہ مذہب کا بقیہ ہی ہے۔ جو دہریوں کے پاس ہے۔ ورنہ خود دہریت کے اندر یہ بات نہیں ہے۔

جماعتوں کو ضروری انتباہ

جنوبی ہند کی ایک جماعت کا ایک کیس نظارت تعلیم و تربیت کے نوٹس میں آیا ہے۔ کہ جماعت کے ایک عہدیدار نے ایک شخص کو غیر احمدی عورت سے شادی کرنے کی بامید منظوری مرکز اجازت دے دی۔ حالانکہ ایسا کرنا درست نہ تھا۔ ایسے احباب کے لئے ضروری ہے۔ کہ اپنے حالات تحریر کر کے جماعت کے عہدیداران کی تصدیق سے نظارت تعلیم و تربیت میں درخواست بھجوائیں۔ اور مرکز کی منظوری کے بعد رشتہ کریں۔ نظارت پھر متنبہ کرتی ہے۔ کہ غیر احمدی عورت سے شادی کے متعلق سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کے فیصلہ کو ملحوظ رکھیں۔ اور استثنائی طور پر کسی کیس کی منظوری مرکز سے حاصل کریں۔ خود بخود اجازت دینا اپنے اختیارات سے تجاوز ہے۔ (ناظر تعلیم و تربیت)

خدام الاحمدیہ کی سالانہ رپورٹ سال ششم

(۳)

شعبۂ مال

خدام الاحمدیہ کو دفتری اخراجات کے سلسلہ میں سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے تحریک جدید کی مد سے چالیس روپے ماہوار کا عطیہ حاصل ہوتا ہے۔ خدام کا ماہوار چندہ (جس کا صرف ایک حصہ مرکز کو پہنچتا ہے) خدام کی خاص توجہ کا محتاج اور ان سے مکمل باقاعدگی کا متقاضی ہے۔

تعمیر دفتر مرکزیہ

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے گزشتہ سال ۲۸ ماہ رمضان المبارک ۱۳۶۲ھ کو بعد نماز عصر سنگ بنیاد رکھا تھا۔ سامان تعمیر کی جنگ کے زمانہ میں گرانی اور نایابی کے باعث ہم عمارت کا صرف ایک حصہ ہی تیار کر سکے ہیں۔ لیکن دفتر کی پوری عمارت کے لئے بہرکیف خاص رقم کی ضرورت ہے۔ جماعت کے مخیر اصحاب کے ہم بدل ممنون ہیں کہ ان کی توجہات کے نتیجے میں ہم کام کے ایک حصہ کی تکمیل میں کامیاب ہو سکے۔ اب بقیہ کے لئے ہم ان سے اور خدام سے توجہ کے مستدعی ہیں۔ سال زیر رپورٹ میں مندرجہ ذیل احباب کی طرف سے ۵۰ یا اس سے زائد کی رقم کے وعدے وصول ہوئے۔

نواب محمد عبداللہ خان صاحب ۱۹۱۷/۸/- ملک عبدالرحمن صاحب قصور ۱۰۰۰/- نواب اکبر یار جنگ بہادر صاحب حیدرآباد دکن تا جنوری ۲۸/۱۲/- ۴۸ محمد الدین صاحب پال سیالکوٹ ۲۵۰/- مرزا ارشد بیگ صاحب پٹی ۱۰۰/- سیٹھ محمد غوث صاحب حیدرآباد دکن ۱۰۰/- لفٹننٹ چوہدری شریف احمد صاحب باجوہ ۱۰۰/- لفٹننٹ شمیم احمد صاحب ۷۵/- کیپٹن بدرالدین احمد صاحب ۶۰/- میجر بشیر احمد صاحب ۶۰/- لفٹننٹ محمد حیات صاحب قیصرانی ۵۱/- چوہدری عزیز احمد صاحب باجوہ ۵۰/- چوہدری غلام حسین صاحب سفید پوش ۵۰/- چوہدری غلام مرتضیٰ صاحب ۵۰/- نواب محمد دین صاحب ۵۰/- چوہدری عصمت اللہ صاحب لائلپور ۵۰/- چوہدری انور احمد صاحب ۵۰/- چوہدری سلطان علی صاحب بہلولپور ۵۰/- چوہدری محمد بوٹا غلام احمد صاحبان ۵۰/- مولوی ادل محمد صاحب ۵۰/- چوہدری عبدالمجید صاحب ۵۰/- چوہدری انور حسین صاحب وکیل ۵۰/- شیخ محمد اکرام صاحب قادیان ۵۰/- صفدر علی صاحب امین آباد ۵۰/- جماعت کوئٹہ ۵۲/۱۰/-

ستار ہوزری ورکس قادیان ۱۰۰/- جماعت حیفا ۱۴۱/۲/۷ جماعت کبابیر ۵۲/۶/-

سال حال میں پوری باقاعدگی سے صرف مندرجہ ذیل مجالس کا چندہ موصول ہوا:۔

مقامی:۔ دارالبرکات۔ بورڈنگ مدرسہ احمدیہ

بیرونی:۔ چک ۹۹ شمالی۔ سکندرآباد دکن۔ سیالکوٹ شہر۔ دہلی۔ لاہور۔ حیدرآباد دکن۔ ہری کوٹ ہزارہ۔ فیروزپور چھاؤنی۔ لائلپور۔ بمبئی۔ سرگودھا۔ سیالکوٹ چھاؤنی۔ جمشید پور۔ کریام۔ شملہ۔ سونگھڑہ۔ کراچی۔ جبلپور۔ نیروبی

مجلس کے اخراجات کا معتدبہ حصہ عطایا سے پورا ہوتا ہے۔ جو جماعت کے مخیر اور صاحب استطاعت احباب سے حاصل کیا جاتا ہے۔ مجلس ان سب کی خدمت میں اپنا پُر خلوص دلی شکریہ پیش کرتی ہے۔ ہر ماہ باقاعدگی سے مجلس کی امداد فرمانے والے حضرات کے نام شکریہ سے درج ذیل ہیں:۔

چوہدری سر ظفر اللہ خان صاحب۔ سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب۔ ملک سلطان محمد خان صاحب کوٹ فتح خان۔ چوہدری نقیر محمد صاحب ملتان۔ میاں عبدالمجید صاحب پشاور۔ سیٹھ محمد اعظم صاحب حیدرآباد دکن۔ رفیع الدین احمد صاحب کراچی۔ احمداللہ خان صاحب کوئٹہ۔ خان صاحب مولوی فرزند علی خان صاحب قادیان۔ نواب دین صاحب بمبئی۔ ڈاکٹر عبدالکریم صاحب۔ الیس اے حلیم صاحب۔ اخوند عبدالعزیز صاحب ڈیرہ غازیخان۔ محمد یوسف صاحب پونہ۔ جمعدار عبدالغنی صاحب

سال زیر رپورٹ میں ۲۴۳ خطوط مختلف مجالس کو لکھے گئے۔

شعبہ اشاعت

شعبہ ہذا کا کام تحریک خدام الاحمدیہ کے متعلق اشاعت ہے۔ جس کے لئے اپنے شعبہ کے اعلانات کے علاوہ دوسرے شعبوں کے اعلانات کو بھی حسب موقع و حالات شائع کرانا اس کا فرض ہے سال زیر رپورٹ میں سلسلہ کے اخبار "الفضل" میں مندرجہ ذیل تعداد میں اعلانات شائع ہو سکے

اشاعت ۲۲۔ تربیت و اصلاح ۳۔ تعلیم ۵۶ مال ۸۔ خدمت خلق ۶۔ وقار عمل ۲۔ ذہانت و صحت جسمانی ۱۔ شعبۂ اطفال ۳۲۔ تجنید ۲ ر

کل = ۱۶۱

خط و کتابت

آمد و روانگی خطوط کے اعداد و شمار حسب ذیل ہیں:۔

آمد ڈاک بیرون	۱۳۶۷
آمد ڈاک مقامی	۲۷۱۵
	۴۰۸۲
روانگی ڈاک بیرون	۱۸۹۵
روانگی ڈاک مقامی	۶۹۲۰
	۸۸۱۵

دورے

سال زیر رپورٹ میں جناب امیر صاحب جماعت ہائے بنگال کی طرف سے مطالبہ آنے پر کہ کسی مرکزی نمائندے کو بھجوایا جائے۔ جناب ملک عطاء الرحمن صاحب کو قیام و احیاء مجالس کے لئے بھجوایا گیا۔ آپ نے ڈیڑھ ماہ تک تمام بڑی بڑی جماعتوں کا دورہ کرکے مجالس کا قیام کیا۔ اور سابقہ مجالس کا احیاء کیا۔ چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ اور رفقا کسار کو ناصرآباد اسٹیٹ۔ نصرت آباد اسٹیٹ۔ محمد آباد اسٹیٹ احمد آباد اسٹیٹ۔ بشیر آباد اسٹیٹ۔ کنری۔ محمود آباد اسٹیٹ کی مجالس کے معائنے اور احیاء کا موقع ملا اس کے علاوہ ضلع گورداسپور کے بعض دیہات۔ دہلی۔ لاہور اور بعض دیگر مجالس کے بھی دورے کئے گئے۔

سالانہ اجتماع

سال زیر رپورٹ میں خدام الاحمدیہ کا پانچواں سالانہ اجتماع ۲۲۔۲۳۔۲۴ اخاء ۱۳۲۳ھ کو دارالشکر کے شمالی میدان میں منعقد ہوا۔ خدام نے حسب سابق کھلے میدان میں اپنے خیمے لگائے۔ جن کی تعداد ۶۸ تھی۔ روزانہ صبح نوافل کے لئے جگایا جاتا۔ نماز فجر کے بعد ورزش اجتماعی ہوتی۔ اور اس کے بعد ورزشی۔ تعلیمی۔ اخلاقی مقابلے ہوتے رہے۔ ۲۳ اخاء کو ورزشی مقابلوں کے علاوہ رنگوں کے امتیاز۔ نظر۔ اونچی آواز۔ معائنہ و مشاہدہ اور حفظ کے مقابلے بھی ہوئے اخلاقی مقابلوں میں مختلف سوالات جن میں اخلاق کے متعلق اسلام اور احمدیت کے نکتۂ نظر سے جواب دینا مقصود ہوتا پوچھے جاتے۔ تلقین عمل کا پروگرام پانچ بجے شام آنریبل سر محمد ظفر اللہ خان صاحب جج فیڈرل کورٹ کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ جس میں حبیب اللہ خان صاحب نائد مجلس حیدرآباد دکن نے ہماری مشکلات اور ان کا حل کے موضوع پر تقریر کی۔ ان کے بعد مختلف مقامات کے قائدین اور نمائندگان نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ آخر پر جناب چوہدری ظفر اللہ خان صاحب نے تقریر فرمائی۔ جس میں قومی ترقی میں صحت جسمانی کی اہمیت واضح فرمائی۔ اور بتایا کہ افراد کی صحت اجتماعی حیثیت رکھتی ہے۔ آخر میں صدر مجلس صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب سلمہ نے قیمتی نصائح پر مشتمل تقریر فرمائی۔ ۹½ بجے رات خدام علمی مقابلے کے لئے جمع ہوئے۔ معلومات عامہ۔ حفظ قرآن مطالعہ حدیث و کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق بارہ بجے تک دلچسپ مقابلہ جاری رہا بارہ بجے رات چوہدری اسداللہ خان صاحب بیرسٹر کی زیر صدارت شوریٰ کا اجلاس ہوا۔ جو ۱½ بجے رات کے ختم ہوا۔ ۲۴ کی صبح کو تہجد۔ نماز فجر۔ ناشتے اور ورزش اجتماعی کے معمولہ پروگرام کے بعد انتخاب صدر کا اجلاس ہوا۔ جس میں صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کو نئے سال کے لئے متفقہ طور پر صدر تجویز کیا گیا۔ جو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے منظور فرمایا۔ حضور اس اجتماع میں بارہ بجکر پانچ منٹ پر تشریف فرما ہوئے جبکہ کبڈی کا آخری میچ شروع ہوا۔ میچ کے دوران میں بعض خدام و اطفال نے اظہار تحسین کے لئے تالی بجانے کا غیر اسلامی طریق اختیار کیا۔ جو حضور نے سخت ناپسند فرمایا۔ اور ذریعہ اصلاح کے طور پر میچ بند کروا دیا گیا۔ حضور نے ارشاد فرمایا کہ چونکہ اسلامی تعلیم کے خلاف عمل ہوا ہے اس لئے اجتماع کو برخاست کیا جاتا ہے۔ ہم نادم ہیں کہ اپنی کوتاہی و قصور کی بناء پر اس اجتماع پر حضور کے ارشادات سے استفادہ سے محروم رہے ونستغفر اللہ من کل ذنب ونتوب الیہ انہ ھو التواب الرحیم۔ پانچ بجے شام حضور نے قصر خلافت میں تمام خدام کو شرف مصافحہ بخشا۔ صدر محترم نے اجتماع کے آخر میں انعامات تقسیم فرمائے۔ اور آخر میں جوش ایمانی سے لبریز روح پرور تقریر فرمائی جس کے بعد اجتماع ختم ہوا۔

جلسہ سالانہ

جلسہ سالانہ پر خدام مہمانوں کی خدمت برضا و انشراح ہمیشہ ہی کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ مرکزی طور پر گزشتہ سالوں کی طرح امسال بھی اس موقع پر دفتر خدام الاحمدیہ کی طرف سے شہر میں اور جلسہ گاہ کے پاس دو دفتر بنائے گئے لواء احمدیت اور لواء خدام الاحمدیہ کی حفاظت

وصیتیں

نوٹ:۔ وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں۔ تاکہ اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو۔ تو وہ دفتر کو اطلاع کردے۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ)

ع ۷۹۶۹۔ منکہ عائشہ سلطانہ بیگم بی۔اے۔بی ٹی طالب علم زوجہ سیٹھ یوسف احمد الہ دین صاحب قوم صدیقی پیشہ طالب علم عمر ۲۱ سال تاریخ بیعت ۱۹۳۲ء ساکن سکندرآباد ڈاکخانہ سکندرآباد ضلع خاص صوبہ حیدرآباد بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳۱ دسمبر ۱۹۴۴ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائیداد میں اس وقت پندرہ سو کے زیورات اور حق مہر -/۵۰۰۰ جو میرے شوہر کے ذمہ ہے اس جائیداد کے علاوہ مجھے نظام سرکار کی طرف سے ماہوار -/۱۲۵ روپے سکہ عثمانیہ وظیفہ تعلیمی ملتا ہے۔ جس کا ۱/۱۰ کے حساب سے -/۸/۱۲ یا سکہ انگریزی -/۱۱ روپے چندہ ادا کرتی رہونگی۔ اس کے علاوہ میری کوئی کسی قسم کی جائیداد نہیں۔ مندرجہ بالا جملہ چھ ہزار پانچ صد روپیہ کے ۱/۳ حصہ کی میں بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتی ہوں۔ اگر میری وفات کے وقت کوئی اور جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کے ۱/۳ حصہ کی بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان حقدار ہوگی۔ اول تو مندرجہ بالا جائیداد کا ۱/۳ حصہ میں اپنی زندگی میں ادا کردونگی انشاء اللہ لیکن اگر خدانخواستہ میں ادا نہ کرسکی۔ تو میرے ورثاء اس حصہ کی ادائیگی کے پابند ہونگے۔ الامۃ عائشہ سلطانہ بیگم گواہ شد یوسف احمد الہ دین۔ گواہ شد عبداللہ الہ دین

ع ۷۸۱۱۔ منکہ اللہ دتا ولد مستری نظام الدین قوم ترکھان پیشہ دوکانداری عمر ۳۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۳۴ء ساکن کرتو ڈاکخانہ کرتو ضلع شیخوپورہ صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۵ ستمبر ۱۹۴۴ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اس وقت میری جائیداد حسب ذیل ہے: (الف) ایک دوکان برقبہ دو مرلہ بحدود شمال گلی۔ جنوب مکان قائم علی ولد ولی داد۔ مشرق گلی۔ مغرب سفیدہ شاملات دیہہ۔ واقع موضع کرتو ضلع شیخوپورہ مالیتی -/۸۰ روپیہ (ب) اسباب۔ سامان دوکان مالیتی -/۲۵ روپے۔ (ج) احاطہ بحدود ذیل:۔ شمال احاطہ مستری حسین جنوب مکان چودھری حیات محمد۔ مشرق اراضی چودھری ولی داد۔ مغرب گلی۔ واقع موضع کرتو مالیتی -/۲۷۰ روپیہ کا ۱/۳ حصہ مالیتی -/۹۰ روپے (د) ایک گھر اس کا ۱/۲ حصہ مالیتی -/۵۰ روپیہ (ی) ایک بھینس کا ۱/۲ حصہ مالیتی -/۵۰ روپیہ (س) نقد روپیہ -/۵۱۶ روپیہ۔ (ش) ایک بائیسکل کا ۱/۲ مالیتی -/۱۵ روپیہ۔ اب مظہر بالکل تندرست ہے۔

اور بلا اکراہ و جبر وصیت کرتا ہے۔ کہ بعد وفات مظہر جائیداد مندرجہ بالا ملکیہ مظہر کے ۱/۱۰ حصہ اور نیز دیگر جائیداد ملکیہ مظہر بوقت وفات خود کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ نیز مظہر یہ بھی وصیت کرتا ہے۔ کہ اپنی دوکان کی سالانہ آمد کا ۱/۱۰ حصہ سال بسال داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہے گا۔ العبد اللہ دتا مستری بقلم خود۔ گواہ شد ثناء اللہ سیکرٹری تبلیغ جماعت کرتو۔ گواہ شد رحمت علی امیر جماعت احمدیہ کرتو۔

ع ۷۹۸۳۔ منکہ غلام محمد ولد چودھری نبی بخش صاحب قوم جٹ گھگ پیشہ زمینداری عمر ۵۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۲ء ساکن علی پور چک ۶ ڈاکخانہ پتوکی ضلع لاہور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۹ ۱۲/۴۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔ زمین چاہی و نہری کل تعدادی ۱/۲ ۱۳ گھماؤں ہے۔ اور ایک مکان خام ہے۔ زمین و دوکان کی قیمت -/۱۱۳۰۰ روپیہ ہے۔ اور اس کے علاوہ ایک بھینس اور دو بیل قیمتی -/۶۰۰ روپے کے ہیں۔ اور اس جائیداد پر مبلغ -/۱۰۰۰ روپے قرضہ ہے۔ میں بقیہ جائیداد -/۱۰۹۰۰ روپے کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ نیز میرے مرنے کے بعد اگر اس کے علاوہ کوئی مزید جائیداد ثابت ہو۔ تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ العبد نشان انگوٹھا غلام محمد موصی۔ گواہ شد عمر دین بقلم خود گواہ شد غلام احمد فسٹ ایر کلاس تعلیم الاسلام کالج قادیان۔ گواہ شد حیات محمد برادر موصی نشان انگوٹھا۔

نوٹ:۔ اس جائیداد کے علاوہ سوا تین مرلہ زمین دارالرحمت قادیان میں ہے۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔

ع ۷۹۷۶۔ منکہ عبدالوحید ولد منشی سلطان احمد صاحب قوم قریشی پیشہ ملازمت عمر ۲۴ سال پیدائشی احمدی ساکن قصور محلہ کوٹ پیرانوالہ ضلع لاہور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱/۱۲/۴۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ اس وقت کوئی نہیں۔ اور میرا گذارہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو مبلغ -/۱۳۵ روپے ہے۔ میں اس ماہوار آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ اور اقرار کرتا ہوں۔ کہ ماہوار اپنی آمد کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ اور پھر یہ بھی وصیت کرتا ہوں۔ کہ اگر کوئی جائیداد میرے مرنے کے بعد ثابت ہو۔ تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور میرے ورثاء کو لازم ہوگا۔ کہ میری جائیداد کا ۱/۱۰ حصہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کو بلا چون و چرا ادا کردیں۔ لہذا یہ وصیت لکھدی کہ سند رہے۔ العبد عبدالوحید قریشی بقلم خود تالاب رڑکی ضلع سہارنپور۔ گواہ شد محمد یامین تاجر کتب قادیان۔ گواہ

ع ۷۹۵۲۔ منکہ سکینہ بی بی زوجہ سید ناظر حسین صاحب قوم سید پیشہ کاشتکاری عمر ۴۰ سال تاریخ بیعت تقریباً ۲۲ سال ساکن کالووالی خورد ڈاکخانہ قلعہ صوبا سنگھ تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۹ ۱۲/۴۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائیداد اس وقت ۴ تولہ سونا اور -/۱۲۰ روپیہ نقد اور حق مہر بذمہ خاوند -/۱۵۰ روپیہ ہے۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ یعنی -/۴۳ روپے کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اگر اس کے علاوہ کوئی جائیداد بوقت وفات ثابت ہو۔ تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ الامۃ نشان انگوٹھا سکینہ بی بی زوجہ سید ناظر حسین ڈاکخانہ قلعہ صوبا سنگھ م تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ حال ساکن کالووالی خورد۔ گواہ شد سید ناظر حسین خاوند موصیہ۔ گواہ شد [illegible]

تازہ اور ضروری خبروں کا خلاصہ

ماسکو ۳۱ر جنوری - مارشل زوکاف کی فوجوں نے مغربی پولینڈ میں پزنان کے مغرب کی طرف ایک اور مقام پر جرمنی کی سرحد کو پار کر لیا ہے - اور اس وقت ایک تیس میل لمبے مورچہ پر آگے بڑھتی جا رہی ہیں - وہ اب دریائے اوڈر سے دس میل اور سرا ول دستے فرنکفرٹ سے تین میل ہیں - جرمنوں کا بیان ہے کہ روسی فوجیں اب برلین سے اسی میل دور ہیں - کونسبرگ پر بھی روسی دباؤ بڑھتا جا رہا ہے جرمنوں کا بیان ہے کہ اب اس شہر کو جنوب کی طرف بہت خطرہ بڑھ گیا ہے - روسی فوجیں شہر کی قلعہ بند چوکیوں میں گھس آئی ہیں برلین ریڈیو سے اعلان ہوا ہے کہ پرشیا سائیلیشیا اور پولینڈ سے لوگ بکثرت بھاگ کر آ رہے ہیں بہت سے لوگ ریلوے لائنوں اور سڑکوں پر سردی کی وجہ سے مرے پڑے ہیں - کل ہٹلری دور حکومت کی سالگرہ تھی - اس موقعہ پر اس نے تقریر کرتے ہوئے مان لیا کہ مشرقی محاذ پر بہت بڑی جرمن فوج کٹ چکی ہے - اس نے کہا اگر اتحادی جیت گئے - تو جرمنوں پر مصائب کے ایسے پہاڑ ٹوٹ پڑینگے - کہ جنکا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا - اس وقت جو جرمن اپنا فرض ادا کرنے میں غفلت کرینگے - وہ شرمناک موت مرینگے -

لنڈن ۳۱ر جنوری - مغربی محاذ پر سانوچ سے پرے چالیس میل لمبے مورچہ پر پہلی امریکن فوج آگے بڑھ رہی ہے - اور سگیفریڈ لائن کی بیرونی - چوکیوں پر قبضہ کر رہی ہے تیسری امریکن فوج نے دریائے موڈر کے پار اپنے مورچے کو بڑھا لیا ہے - جنوب میں فرانسیسی کولمار کے پاس پہنچ رہے ہیں اور اب شہر سے اتنے قریب پہنچ گئے ہیں کہ دراالغلول سے دشمن کو نشانہ بنا سکتے ہیں - شہر کے مشرق میں نہر کولمار کے پار انہوں نے ان دونوں سڑکوں کو کاٹ دیا ہے - جو رائن کو جاتی ہیں -

واشنگٹن ۳۱ر جنوری - ایک امریکن اعلان میں بتایا گیا ہے کہ لوزان میں امریکن فوج ایک اور مقام پر اتر گئی ہے - یہ مقام سان فرننڈو سے چالیس میل مغرب کی طرف ہے یہاں اُترنے کے بعد امریکن فوج گیارہ میل آگے بڑھ گئی - اس سے اس جاپانی فوج کے لئے سخت خطرہ پیدا ہو گیا ہے - جو منیلا کے شمال کی طرف لڑ رہی ہے -

واشنگٹن ۳۱ر جنوری - نائب وزیر خارجہ امریکہ نے ایک پریس کانفرنس میں کہا کہ امریکہ ہندوستان کے سوال کے خاطر خواہ حل میں بڑی خوشی سے مدد دے گا - اس پیچیدہ معاملہ میں تسلی بخش تصفیہ پر پہنچنے میں مدد دینے میں امریکہ کو مسرت ہو گی

لنڈن ۳۱ر جنوری - "ہندوستان سٹینڈرڈ" کے نامہ نگار کی اطلاع ہے کہ عنقریب روس کی طرف سے برطانیہ پر ہندوستان کی آزادی کے بارہ میں زور دیا جائے گا - روسی مبصروں نے ہندوستانیوں کو اپنی ہمدردی کا یقین دلایا ہے اور ان لوگوں کو انتباہ کیا ہے - جو ہندوستان کی آزادی کے مخالف ہیں - یہ بھی کہا جاتا ہے - کہ لنڈن اور امریکہ کے روسی سفیر ماسکو میں واپس بلائے گئے ہیں - اور وہ مارشل سٹالن سے ذاتی طور پر بات چیت کریں گے -

واشنگٹن ۳۱ر جنوری - جنرل سٹلویل نے ایک پریس کانفرنس میں کہا کہ جاپان اب بھی کم سے کم چالیس لاکھ فوج میدان میں لا سکتا ہے - مگر آخر اسے ایشیا کی سرزمین پر شکست اُٹھانی پڑے گی - برما روڈ کھل جانے کی وجہ سے اب ہر ماہ ۳۵ ہزار ٹن سامان چین بھیجا جائیگا -

لنڈن ۳۱ر جنوری - غیر جانبدار ممالک کی اطلاع سے معلوم ہوتا ہے کہ جرمن گورنمنٹ نے اپنا صدر مقام برلین سے میونک میں تبدیل کر لیا ہے - پزنان کے بازاروں میں خوفناک جنگ ہو رہی ہے - اور مشرقی پرشیا کے دار السلطنت کو مکمل طور پر گھیر لیا گیا ہے -

کانڈی ۳۱ر جنوری - تازہ اطلاعات سے پایا جاتا ہے کہ جزیرہ رامری میں جاپانی شدید مزاحمت کر رہے ہیں - کانگو میں گھمسان کی جنگ ہو رہی ہے - شوایبو روڈ پر جاپانیوں نے ایک مقام خالی کر دیا ہے - اتحادی فوجیں مانڈلے سے صرف ۱۳ میل کے فاصلے پر ہیں -

لنڈن ۳۱ر جنوری - ٹوکیو ریڈیو نے اعلان کیا ہے کہ بحرالکاہل کی سب سے بڑی جنگ عنقریب جزیرہ لوزان کے میدانوں میں لڑی جانے والی ہے - یہ جنگ بہت جلد فیصلہ کن مراحل میں داخل ہو جائے گی -

لنڈن ۳۱ر جنوری - جاپانی سفیر مقیم ترکی کو ۲۷ر جنوری تک واپس روانہ ہو جانا چاہیئے تھا - مگر وہ چونکہ ۲۷ تک ترکی سے روانہ نہ ہوا - اس لئے حکومت ترکی نے اسے اس کے عملہ سمیت نظر بند کر دیا ہے - جوابی طور پر جاپان گورنمنٹ نے ترکش سفیر کو نظر بند کر دیا ہے -

دہلی ۳۱ر جنوری - حکومت ہند نے اعلان کیا ہے کہ بنگال - اور بہار کی کانوں سے نکلنے والے کوئلہ کی قیمتیں از سر نو مقرر کی جائینگی -

لنڈن ۳۱ر جنوری - توقع کی جاتی ہے کہ تین طاقتوں کی جو کانفرنس عنقریب ہونیوالی ہے مارشل سٹالن اس میں یہ تجویز پیش کریں گے - کہ بلقانی ممالک کی ایک فیڈریشن قائم کر دیجائے جس کے تمام اجزاء کو اکثر معاملات میں کلی خود مختاری حاصل ہو - مگر خارجہ پالیسی مرکز کے ماتحت رہے

دمشق ۳۱ر جنوری - شام کے ابتدائی مدارس میں فرانسیسی زبان کی تعلیم موقوف کر دی گئی ہے اس کی بجائے اب عربی تعلیم دیجائے گی -

بیروت ۳۱ر جنوری - طلباء نے جھنڈوں اور پوسٹروں کے ساتھ مظاہرے کئے اور مطالبہ کیا فوج کا کنٹرول لبنان گورنمنٹ کو منتقل کر دیا جائے - لبنان کے وزیر اعظم نے انہیں بتایا کہ ان کی حکومت اس بارہ میں گفت و شنید کرے گی -

برسلز ۳۱ر جنوری - بلجیم کے عوام اپنی حکومت سے مطمئن نہیں ہیں - اور عنقریب اس حکومت کو مستعفی ہونا پڑے گا -

لنڈن ۳۱ر جنوری - پریذیڈنٹ روزویلٹ کا ذاتی نمائندہ مسٹر چرچل - مسٹر ایڈن اور جنرل ڈیگال وغیرہ سے ملنے کے بعد پاپائے اعظم سے ملاقات کرنے کے لئے روم روانہ ہو گیا ہے

لنڈن ۳۱ر جنوری - یوگوسلاوی گورنمنٹ مقیم لنڈن اپنے ملک واپس جا رہی ہے - اور وہاں نیشنل لبریشن کمیٹی کے ساتھ کام کرے گی -

دہلی ۳۱ر جنوری - حکومت ہند کی سیالکوٹ نارووال ریلوے لائن کو خریدنے کی تجویز کو ریلوے کی سٹینڈنگ فنانس کمیٹی نے منظور کر لیا ہے - اس کی قیمت کا اندازہ ۳۸½ لاکھ روپیہ کیا گیا ہے -

کانڈی ۳۱ر جنوری - معلوم ہوا ہے - کہ جاپانیوں نے ایراوادی کے کنارے توپوں کی اتنی بڑی تعداد جمع کر لی ہے کہ آج تک برما کے کسی محاذ پر جمع نہیں ہوئی - جاپانی توپوں نے اس علاقہ کی اتحادی فوج پر زبردست گولہ باری کی - مگر ابھی تک جاپانیوں کو اپنے حملوں میں کوئی کامیابی نہیں ہوئی -

دہلی ۳۱ر جنوری - کل فوڈ کانفرنس میں تقریر کرتے ہوئے سر جوگندر سنگھ نے کہا کہ گذشتہ سال جنگ کے پہلے سال کی نسبت چالیس لاکھ ٹن اناج ہندوستان میں زیادہ پیدا ہوا ہے - اور ملک میں کافی فالتو ذخیرہ موجود ہے -

کراچی ۳۱ر جنوری - حکومت سندھ کی تجویز ہے کہ حروں کے کلی استیصال کے لئے مکھی کے جنگل کی ساری زمین پر قبضہ کر کے اسے پبلک مفاد کے لئے تقسیم کر دیا جائے - کیونکہ حروں کی شورش کے زمانہ میں اس علاقہ کے زمینداروں کا رویہ سخت قابل اعتراض رہا ہے -

لنڈن ۳۱ر جنوری - سرکاری طور پر اندازہ کیا گیا ہے کہ مغربی محاذ پر مارشل رنڈسٹڈ کے حملے سے اس وقت تک جرمنوں کو اس محاذ پر ایک لاکھ ۴۰ ہزار سپاہیوں کا نقصان اُٹھانا پڑا ہے - ان میں سے ۴۸ ہزار جرمن قید کر لئے گئے ہیں -

کانڈی ۳۱ر جنوری - اتحادی فوج وسطی برما میں بےپو سے منیوا جانے والی ریلوے لائن کے ساتھ ساتھ برابر بڑھتی جا رہی ہے - مانڈلے سے شمال کی طرف ۱۴ ادیں فوج نے ایراوادی کے مشرقی کنارے پر جو مورچہ تیار کیا ہے جاپانیوں نے اس پر بڑے زور کے حملے کئے - مگر ناکام رہے - کیکوٹ کے پاس ایک اور مقام پر اتحادی دستوں نے قبضہ کر لیا - اور کانگو کی ایک پہاڑی کا کچھ حصہ بھی دشمن سے چھین لیا -

واشنگٹن ۳۱ر جنوری - ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ امریکن ہوائی جہازوں نے کیرالیو دجیما پر حملہ کیا - نیوگنی کے شمال میں بھی حملے کئے گئے - کچھ اور بمباروں نے ہاجیمو کے جزیرہ میں جاپانی ٹھکانوں کی خبر لی - یہ جزیرہ ٹوکیو سے دوسو میل سے کم فاصلہ پر جانب جنوب واقع ہے - اتحادی بمباروں نے جاوا میں دشمن کے عملی گھروں پر حملے کئے - اتنی لمبی پرواز انہوں نے اس سے قبل نہ کی تھی -

ماسکو ۳۱ر جنوری - مارشل زوکاف کی دو فوجیں جرمنی میں بڑھتی جا رہی ہیں - اس فوج کے ایک حصہ نے ڈینزگ جانے والی ریلوے لائن کے دو اور مقامات پر قبضہ کر لیا - مشرقی پرشیا میں جرمن اب سخت مقابلہ کر رہے ہیں -